کامیاب زندگی کے ابتدائی کام

سب سے پہلے

• نوجوان نسل • اساتذہ کرام • والدین

• فکرمند حضرات کے لئے

پروفیسر آصف خان

سب سے پہلے

(کامیاب زندگی کے ابتدائی کام)

از:

پروفیسر آصف خان

جملہ حقوق محفوظ

کتاب:............................ سب سے پہلے (کامیاب زندگی کے ابتدائی کام)

مصنف:............................ پروفیسر آصف خان

کمپوزنگ:............................ Pixelbazar.com

صفحات:............................ ۷۷

تعداد اشاعت:............................

سن اشاعت:............................ ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۰۲۳ء

قیمت:............................

CONTACT

Prof.Asif Khan

7666669461

rehbar2009@gmail.com

RehbrTalk RehbrTalk RehbrTalk

شمار نمبر	عناوین	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۴
۲	اظہار شکر	۵
۳	تعارف	۶
۴	رہبر تلاش کر	۱۰
۵	رہبر کیسا ہو؟	۱۴
۶	علم درست کیجیے	۲۰
۷	دین درست کیجیے	۲۳
۸	دل درست کیجیے	۲۸
۹	عقل درست کیجیے	۳۲
۱۰	زبان درست کیجیے	۳۵
۱۱	صحت درست کیجیے	۴۰
۱۲	شوق درست کیجیے	۴۴
۱۳	تعلیم (ہنر) کیجیے	۴۸
۱۴	صحبت درست کیجیے	۵۴
۱۵	مقصد درست کیجئے	۵۸
۱۶	نیت درست کیجیے	۶۳
۱۷	عمل درست کیجیے	۶۸
۱۸	تعلق کی ابتداء	۷۵

یادداشت

انتساب

یہ کتاب میرے عزیز بچوں اور عزیز طلباء کے نام ہے، جن کی ظاہری اور باطنی تربیت کی فکر نے مجھے یہ تحریر لکھنے پر اُبھارا اور اُن تمام اساتذہ، اہل تزکیہ، اہل فکر کے نام، جنہوں نے اپنی زندگی آنے والی نسلوں کی تربیت کے لیے وقف کردی۔ میں اپنے تمام اساتذہ اور مربی حضرات کا احسان مند ہوں، جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے میری تربیت فرمائی۔ خصوصی طور پر میرے شیخ میرے مربّی کا احسان مند ہوں، جنہوں نے بڑی شفقت، محبت، اپنائیت اور خلوص کے ساتھ اس آوارہ کو اپنی تربیت میں رکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہارِ شکر

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے انسان کو ساری مخلوقات میں اشرف وافضل بنایا۔ صلوۃ وسلام ہو اُس انسانِ کامل پر جس کی ذاتِ مبارکہ کو رہتی دنیا تک کے لئے ''انسانِ کامل'' کا 'کامل نمونہ' بنایا گیا۔

بہت سی کوتاہیوں کے باوجود، ربِّ کریم کا احسان ہے کہ اپنی اور اپنوں کی اصلاح کی فکر ذہن میں غالب رہتی ہے۔ بس اُنہی فکروں کو کتاب کی شکل میں ڈھالا گیا ہے۔

اللہ رب العالمین اپنے فضل سے اِس کتاب کو قبول فرما کر، اِس کی برکت سے مجھے اور میری نسلوں کو مطلوبہ کامل انسان بنائے، ساری انسانیت کو اِس کتاب کے ذریعے انسانِ کامل بننے کی راہ دکھائے اور اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہِ سید المرسلین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

یہ کتاب ہمارے ایک نہایت ہی اہم ورکشاپ ''انسان کامل'' کے بنیادی احتساب(Accountability) کی ایک کڑی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ انسان کامل ورکشاپ کا ایک مختصر سا تعارف بھی پیش کردیا جائے۔

انسانِ کامل ورکشاپ کا اصل اور بنیادی نقطہ اپنا احتساب ہے۔ آج ہمارے اکثر تعلقات میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے پھر وہ میاں- بیوی کے تعلقات ہوں، والدین اور بچوں کے تعلقات ہوں، کاروبار ہو، حتٰی کے رب کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات میں بگاڑ پایا جاتا ہے۔ اس کورس میں اُسی بگاڑ کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں آج ہر پہلے انسان (I) کو دوسرے انسان (You) سے اختلاف ہے۔ کوئی رشتہ، کوئی تعلق اختلافات سے محفوظ نہیں ہے۔ 'انسانِ کامل' ورکشاپ میں (I) یعنی پہلے شخص کا احتساب کیا جاتا ہے۔ کیا واقعی میں مسٹر (I) مسٹر پرفیکٹ ہے؟ کیونکہ ہر بار غلطی صرف دوسرے

شخص یعنی مسٹر(You) کی ہوتی ہے۔کورس کے دوران مسٹر(I) کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اصل میں مجھے یعنی مسٹر(I) کو اپنی اصلاح کی بہت زیادہ ضرورت ہے، وہ کسی بھی شعبے میں پرفیکٹ نہیں ہے اور خود کو مسٹر پرفیکٹ سمجھ بیٹھا ہے۔

انسان کامل ورکشاپ میں اُن تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے،جس سے مسٹر(I) کو اُس کی اصل صورتِ حال سے واقفیت حاصل ہو جائے اور اُس کے اندر اپنی اصلاح کی صحیح فکر پیدا ہو جائے۔

ورکشاپ میں اپنے احتساب کے ساتھ-ساتھ جن معاملات میں اپنی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے، اُس پر بھی نہایت اہم گفتگو کی جاتی ہے۔ یہ کتاب اُسی انسانِ کامل کے مطلوبہ اوصاف کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں تربیت کے شروعاتی دور میں توجہ نہ دینے کی وجہ سے مسٹر(I) اپنے آپ کو مسٹر پرفیکٹ سمجھ بیٹھا ہے اور پوری دنیا اس کو مسٹر (You) کی طرح امپرفیکٹ ،عیب دار، اور نااہل نظر آرہی ہے۔

اب اِس بات کی طرف آتے ہیں کہ ’انسانِ کامل‘ ورکشاپ اور یہ کتاب جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، دونوں میں کیا ربط ہے؟

کورس میں جہاں مسٹر(I) کو اس کے منفی پہلو سے آگاہ کیا گیا ہے، وہی اِس کتاب میں سب سے پہلے اُن مثبت پہلوؤں کو پیش کیا گیا ہے،جن پر عمل کرنے

سے انشاءاللہ مسٹر(ا) کا شمار حقیقی معنوں میں مسٹر پرفیکٹ میں ہوسکتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرتے چلیں کہ اِس کتاب کا واحد مقصد یہ نہیں ہے کہ ہمارے 'انسانِ کامل' ورکشاپ کے مسٹر(ا) کو مطلوبہ مثبت اوصاف سے آگاہی حاصل ہوجائے۔ یہ کتاب ہر اُس انسان کے لیے نفع بخش ہے، جسے اپنی اور اپنوں کی اصلاح کی فکر ہو۔

اب آتے ہیں اِس کتاب کے اُن پہلوؤں کی طرف جنہیں خاص طور پر دھیان میں رکھتے ہوئے اِس کتاب کو لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب نوجوان نسلوں کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اِس کتاب کا ایک اہم مقصد نوجوان نسلوں کو زندگی میں کرنے والے اُن سب سے اہم کاموں کی طرف متوجہ کرنا ہے، جن کے کرنے سے زندگی کی صحیح سمجھ حاصل ہوجائے۔ وہ اپنے اصل مقصدِ حیات سے آگاہ ہوجائے اور پوری یکسوئی کے ساتھ عملی طور پر ایک 'انسانِ کامل' کا کامل نمونہ بن کر ابھرے۔

اِسی طرح یہ کتاب بچوں کی تربیت کے لیے فکرمند والدین اور اساتذہ کے لیے بھی ایک بنیادی روڈ میپ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اِس کتاب سے انہیں اُن بنیادی اوصاف سے واقفیت حاصل ہوگی، جن کا بچوں کی تربیت کے شروعاتی دور میں شامل کرنا نہایت ضروری ہے۔

اِس کتاب کو والدین چیک لسٹ کی طرح بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

اِس کتاب کے ذریعے اپنے بچوں کی نگرانی کر سکتے ہیں یعنی اُن کے پاس سب سے پہلے کرنے والے کاموں کی بنیادی لسٹ موجود ہوگی، جن کا بچوں سے کروانا ضروری ہے۔

اِسی طرح یہ کتاب ہر اُس شخص کے لیے بھی مفید ہے، جو اپنی زندگی میں بے ترتیبی سے جی رہا ہے۔ جنہیں زندگی کے اُتار- چڑھاؤ نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ جنہیں یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کہاں غلطی کر رہا ہوں؟ میں کیسے اپنی غلطیوں کو درست کر سکتا ہوں اور کیسے پھر سے ایک نئ زندگی کی شروعات کر سکتا ہوں۔

اِس کتاب کا مقصد صرف کتابوں کی فہرست میں ایک اور نام کا اضافہ کرنا نہیں ہے؛ بلکہ اِس کتاب کے ذریعے نئ نسل، اہلِ فکر، اہلِ طلب حضرات، جنہیں حقیقی معنوں میں اپنی اور اپنوں کی فکر ہے۔ اُنہیں وہ راہ دِکھانا ہے، جس کے ذریعے وہ آسانی سے اپنے اصل مقصد کو سمجھ سکے اور اُسے حاصل کر سکے۔ اس لیے اِس کتاب کو حرف آخر نہ سمجھا جائے کہ

'ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہے'

یہ شروعات ہے، یہ کتاب ہمارے تعلق کی ابتدا ہے۔ سفر جاری ہے ۔ ہمیں رابطے میں رہنا ہے، رابطے بڑھانا ہے اور رابطوں کو مزید مضبوط کرنا ہے۔ ہم سب ساتھ مل کر اِس سفر کو طے کریں گے۔ ان شاءاللہ العزیز

پہلا باب

رہبر تلاش کر

یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ ہمیں ایک محدود زندگی ملی ہے؛ لیکن یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اِس محدود زندگی کی عمر کتنی ہے۔ اِس مختصر سی زندگی کا مقصد بھی بالکل صاف ہے کہ ہمیں دین و دنیا کے اعتبار سے بہترین انسان بننا ہے، ایسے بہت سے کام کرنے ہیں، جن سے پوری انسانیت کو نفع پہنچے، اور اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اہم کاموں کی لسٹ بنائی جائے تو لمبی لسٹ تیار ہو سکتی ہے۔ اُن اہم کاموں میں بہترین کامیابی حاصل کرنے کے لئے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے ایک مخلص رہبر کی ضرورت ہوتی ہے، جو اپنے تجربات کی بنیاد پر قدم قدم پر ہماری رہنمائی کرتا رہے، ہمارے ڈگمگاتے قدموں کو جمائے، ہمیں حوصلہ دے، ہمیں صحیح راستہ بتائے۔ ایک ایسا رہبر جس نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہو، جس کے پاس زندگی کے بہترین تجربات موجود ہوں، جو اس راہ کے نشیب و فراز، دشواریوں اور رہزنوں سے آگاہ ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے شخص کے تجربات

> مجاہدہ راہ ہے، رہبر نہیں۔

سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسکی رہبری میں اپنی منزل کی جانب کامیابی کے قدم بڑھائیں؛ تاکہ اس راہ کی دشواریوں اور رہزنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے سے پہلے اُن باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے، جنہیں سیکھے بغیر ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے خود سے کسی علم یا ہنر کو حاصل کیا ہو۔

کسی بھی چیز کو سیکھنے کے دو طریقے ہوتے ہیں:

پہلا طریقہ :

یعنی خود تجربہ کر کے سیکھنے میں اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ ہم ایک نئے کام کو پہلی بار کر رہے ہوتے ہیں تو فطری طور پر غلطیاں اور بھول چوک ہوتی ہیں، بار بار trial and error ہوتا ہے۔ اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہوئے اور انہیں درست کرتے ہوئے تجربہ حاصل ہوتا رہتا ہے اور پھر ایک دن اُنہی تجربات کی بنیاد پر ہم اُس علم یا ہنر کو سیکھ لیتے ہیں۔ پھر اُس میں مزید تحقیق و محنت کرتے کرتے اُس فِیلڈ کے تجربہ کار بن جاتے ہیں؛ لیکن اس عمل میں اچھی خاصی قوت و طاقت صرف ہوتی ہے اور بہت وقت لگ جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایک

> اتنے آساں نہیں گوشہ نشیں کے اسباق ❀ پہلے اک عمر کسی عارف کی چوکھٹ پہ گذار

ہی مسئلہ کو حل کرنے میں پوری زندگی گزر جاتی ہے۔ جان، مال اور وقت یہ تینوں نعمتیں اس میں کھپ جاتی ہیں۔

دوسرا طریقہ :

تجربہ کار سے سیکھنا۔ دانشمندی اور عقلمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ جس کام کو آپ سیکھنا یا کرنا چاہتے ہیں، اُسے ابتدائی مرحلے سے ہی کسی تجربہ کار کی سرپرستی میں سیکھیں، اُس سے مشورہ کریں اور اُس کے تجربوں سے نفع حاصل کریں۔ ایسا کرنے سے تجربہ کار کے عمر بھر کا تجربہ، اُس کی چند دنوں کی صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے چالیس سال کا تجربہ آپ چند مہینوں میں حاصل کر سکتے ہیں۔

جب آپ فِیلڈ کے کسی ایکسپرٹ کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس کی نگرانی میں کام کرتے اور سیکھتے رہیں گے تو، کم وقت اور کم قوت صرف کر کے اُس فِیلڈ کے ایکسپرٹ بن جائیں گے، اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے پاس اتنا علم اور اتنا تجربہ جمع ہو جائے گا کہ لوگ آپ کو اُس فِیلڈ کے ماہرین میں شمار کرنے لگیں گے۔ اب آپ اس فِیلڈ میں ذاتی تجربات

> نظریات سے اختلاف رکھیں، شخصیات سے نہیں۔

کریں، ریسرچ و تحقیق کو آگے بڑھائیں، نئ راہیں کھولیں، نئے حل پیدا کریں۔ جس طرح آپ نے دوسروں کے علم و تجربات سے نفع حاصل کیا اسی طرح اب آپ اپنے علم و تجربات سے دوسروں کو نفع پہونچائیں۔

سیکھنے کا فطری طریقہ:

آپ جس فِیلڈ میں بھی کام کرنا چاہتے ہیں، وہ دنیوی فِیلڈ ہو یا دینی، وہ سائنس کا علم ہو یا ریاضی کا، قرآن وسنت کا علم ہو یا کسی ہنر کا۔ سب سے پہلے اس کے ماہر کو تلاش کیجئے، اُس کی سرپرستی میں وقت گزاریئے، اُس کے تجربات سے نفع اٹھایئے۔ حاصل ہوئے تجربات کی روشنی میں آگے بڑھئے۔ ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ آپ بھی اُس ہنر، اُس فن، اُس علم کے ماہر بن جائیں گے اور جس طرح آپ نے اپنے بڑوں کے تجربات اور علم سے نفع اٹھایا، اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے علم و تجربات سے نفع اٹھائیں گے کسی بھی چیز، علم یا فن کو سیکھنے کا یہی فطری طریقہ ہے۔ اسی طریقے سے ان سب لوگوں نے سیکھا اور سکھایا ہے، جنہیں ہم آج وقت کا امام یا اپنی فیلڈ کا ماسٹر کہتے ہیں۔ اس لیے اپنی زندگی میں سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے پہلا اہم کام یہ ہے کہ رہبر تلاش کیجئے۔

> اگر صاحبِ کتاب سے تعلق نہ ہوتو، ہدایت سے بھری کتاب بھی گمراہ کرسکتی ہے۔

رہبر کیسا ہو؟

ایک بامقصد کامیاب زندگی گزارنے کے لئے رہبر کی کیا اہمیت ہے یہ جاننے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رہبر کے تعلق سے چند ایسی خوبیاں بھی بتادی جائیں، جن کی روشنی میں رہبر کی تلاش آسان ہو جائے۔

۱) خود تربیت یافتہ ہو:

سب سے پہلے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہم جسے اپنا رہبر بنانا چاہتے ہیں، وہ خود تربیت یافتہ ہے یا نہیں یعنی انہوں نے خود اپنی زندگی میں اپنی رہنمائی کے لئے کسی کو اپنا رہبر یا مربی بنایا یا نہیں؟

تاریخ گواہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے لوگ، جو عِلم کا پہاڑ تھے، بَلا کی صلاحیت رکھتے تھے؛ لیکن اِس سب کے باوجود فتنوں کا شکار ہو گئے؛ کیونکہ اُن کا کوئی رہبر نہیں تھا۔ ہم ایسے بہت سے اہلِ علم کو جانتے ہیں، جن کے پاس کمال کا علم اور بہترین صلاحیتیں تھیں اور ان کی سحر انگیز باتوں سے ایک بڑا طبقہ متاثر تھا؛ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اُن میں سے اکثر لوگ وقت کا

> مربیؒ سے اپنے اعمال کی تائید نہیں، اصلاح کروائیں۔

بڑا فتنہ بن گئے، خود بھی گمراہ ہوئے اور ایک بڑے طبقے کو گمراہ کر گئے۔ اِس کی وجہ نفس وشیطان کے وہ دھوکے ہیں، جو بغیر کسی رہبر کے سمجھ میں نہیں آتے۔ (اللہ ہماری اور پوری اُمَّت کی حفاظت فرمائے۔آمین) اِس لئے جب بھی آپ کسی پر اعتماد کریں تو پہلے دیکھ لیں کہ وہ کون سے معتبر نام ہیں جن کی سرپرستی میں اس شخص کی تربیت ہوئی، وقت کے اہلِ علم، اہل اللہ اور اہلِ فِراست اُس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔اُس کے بعد ہی اعتماد کریں۔

۲) قابلِ احترام ہو:

رہبر ایسا ہونا چاہئے جو تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ علم، اہلِ دانش کے نزدیک قابلِ احترام ہو۔اہلِ علم اور اہلِ دانش اُس کی صحبت میں رہنا اپنی سعادت وخوش نصیبی سمجھتے ہوں، اُس سے اپنے ذاتی اور اُمَّت کے مسائل میں مشورہ کرتے ہوں۔خلاصہ یہ کہ وہ اہلِ علم کے نزدیک مقبول اور قابلِ اعتماد ہو۔

۳) زندگی کے اُتار چڑھاؤ سے خوب واقفیت رکھتا ہو:

مربی ایسا ہونا چاہیے جو زمانے کے حالات پر گہری نظر رکھتا ہو، ماضی، حال اور مستقبل اس کی نگاہ میں ہو، اعتدال پسند اور وسیع سوچ والا ہو، جس نے

سچے طالب کی برکت سے رہزن بھی رہبر بن جاتے ہیں۔

دنیا اور اہلِ دنیا کو بہت قریب سے دیکھا ہو، جس میں بصیرت (اہل نظر جو اللہ کی توفیق سے دلوں کا حال جان لیتے ہیں) اور بصارت (لوگوں کا ظاہر دیکھ کر انہیں پہچاننے کا فن جیسے کہ Body Language Experts) دونوں کا علم جمع ہو۔ یہ خوبیاں اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب انسان جہاں دیدہ ہوتا ہے یا جہاں دیدہ شخصیت کا تربیت یافتہ ہوتا ہے۔

۴) مُستَغنِی و بے نیاز ہو:

رہبر ایسا ہو جسے آپ کے خاندان، مال یا عہدے سے کوئی ذاتی غرض نہ ہو۔ آپ امیر ہوں یا غریب، آپ پیدل آتے ہیں یا کار سے، اس سے اُس کے رویّہ میں کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔ اُسے آپ کی چیزوں سے نہیں آپ سے تعلق ہو اور اِس تعلق کا مقصد آپ سے کچھ لینا نہیں، صرف اور صرف آپ کو دینا اور آپ کی بہتری چاہنا ہو، وہ آپ کو بنانے کی خاطر خود کو نچھاور کرتا ہو۔

۵) تربیت میں مخلص ہو:

وہ آپ کی تربیت صرف اور صرف اللہ کے واسطے کرنا چاہتا ہو، آپ کو اپنی روحانی اولاد میں شمار کرتا ہو، وہ آپ کو اپنے سے بھی بلند مقام پر دیکھنا چاہتا

کسی صاحب خبر کو اپنے احوال کی خبر دے، تاکہ تجھے اپنی بے خبری سے آگاہی نصیب ہو۔

ہو، وہ اُس سے جڑے ہوئے ہر شخص سے محبت کرتا ہو۔ اس سے منسلک ہر شخص کا گمان ہو کہ وہ سب سے زیادہ محبت، شفقت اور تعلق اسی سے رکھتا ہے۔

٦) وقت دے سکے:

رہبر ایسا ہو جو آپ کو وقت دے سکے، اپنی مصروفیات میں بھی آپ کے لئے وقت کی گنجائش رکھتا ہو، ضروری نہیں کہ ہر بار ملاقات کا موقع ہی دے۔ فون، ای میل، میسیج ان سب کے ذریعے بھی وہ آپ کو وقت دے سکتا ہے۔ تربیت کے سلسلہ میں اصل رابطہ ہے پھر وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ رابطہ کے بغیر تربیت کا خیال دھوکہ ہے۔

۷) جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے:

رہبر ایسا ہو جس کی باتیں، جس کی خاموشی، جس کا ہنسنا، جس کا رونا، جس کا ہر عمل ہمیں اللہ سے قریب کر دے، غرض جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے ایسے شخص کو اپنا رہبر بنانا چاہیئے۔

یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ایسے خوبیوں والے لوگ ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں اور اگر طلب سچی ہو تو اللہ پاک ایسے لوگوں تک پہنچا دیا

> فلسفے، حقائق کو مشکل ترین بنا دیتے ہیں حکایات مشکل ترین حقائق کو آسان بنا دیتی ہیں۔

کرتے ہیں۔ سچی طلب والے کبھی محروم نہیں رہتے۔ تلاش کریں، دعا کریں اور اپنی حیثیت کے مطابق صدقہ کرتے رہیں۔ اللہ پاک آپ کو ایسے رہبر تک ضرور پہونچادیں گے۔

ان شاء اللہ العزیز

اور جب دِل مائل ہو:

اپنا رہبر بنانے کے لئے جب دل کسی کی طرف دل مائل ہو، طبیعت کِھنچنے لگےتو جلدبازی نہ کریں، پہلے استخارہ کرلیں۔ (استخارہ کا مطلب اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرنا) اور استخارہ کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر استخارہ کی دعا پڑھ لیں، ہوسکےتو دعا ترجمہ کے ساتھ پڑھیں۔(اگر استخارہ کی دعا معلوم نہ ہوتو کسی جاننے والے سے معلوم کرلیں) استخارہ مسنون ہے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ سنت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ جو شخص استخارہ کرتا ہے، وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا اور جو شخص مشورہ کرتا ہے، وہ شرمندگی سے بچ جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ دن میں چندمرتبہ یہ دعا بھی مانگ لیا کریں کہ :

اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ

صدیوں میں بکھری فکر وحدت جب بھی وجود پاتی ہے وہی نغمہ گنگناتی ہے۔

(اے اللہ! آپ میرے لئے بہترین انتخاب فرمایئے۔)

ربِّ کریم آپ کو ضائع نہ ہونے دیں گے۔بس سچی طلب اور پوری کوشش کے ساتھ رہبر کو تلاش کرتے رہیں۔

جب تک رہبر نہ ملے:

جب تک رہبر مل نہیں جاتا،آپ اپنے قریب جس کسی کو اِس کا اہل پاتے ہوں جو آپ کی رہبری کرسکتا ہو اور آپ کو مخلصانہ مشورہ دے سکتا ہو ایسے شخص سے فی الحال پوچھتے رہیں،مشورہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس سے بھی آپ کو نفع پہونچائیں گے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو سچی طلب دے اور ہر سچی طلب رکھنے والے کو اپنے فضل سے عافیت کے ساتھ رہبرِ کامل تک پہونچا کر اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

تربیت میں سالک کا اعتراض مربی کی توجہ سے محروم کردیتا ہے۔

دوسرا باب

علم درست کیجیے

اپنی زندگی کو بامقصد بنانے کے لئے دوسرا سب سے اہم کام علم حاصل کرنا ہے۔ جب آپ کو مخلص رہبر مل جائے تو اس کے مشورے سے، اس کی رہبری میں علم حاصل کیجیے۔ علم کی کئی قسمیں ہیں، جن میں سے کچھ علوم کو خاص اہمیت حاصل ہے جیسے کہ دین کا علم، اخلاقیات کا علم، فنون کا علم، زبان کا علم وغیرہ۔ اِن کے علاوہ بھی بہت سے علوم ہیں، جن کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ اِن تمام علوم کو اپنے خیرخواہ اساتذہ اور مربی کی رہبری میں وقت اور حالات کے اعتبار سے سیکھنا چاہئے؛ کیونکہ وقت اور حالات کے اعتبار سے ترجیحات (Priority) بدل سکتی ہیں۔ ایسے میں آپ کے مربی، آپ کے اساتذہ اور گھر کے تجربہ کار بڑے ہی آپ کو صحیح وقت پر صحیح مشورہ دے سکتے ہیں۔

اچھے نمبر حاصل کر لیے:

زید، ریاضی میں بہت اچھا ہے، پر مراٹھی میں کمزور ہے۔ وہ ریاضی کے سوالات بڑی دلچسپی سے حل کرتا ہے مگر مراٹھی میں بالکل دلچسپی نہیں لیتا، ایسا

> عقل مند علم سے اور بے وقوف تعریف سے متاثر ہوتے ہیں۔

کرنا وہ بالکل ٹھیک سمجھتا ہے۔ کیونکہ مراٹھی سے اُسے بالکل لگاؤ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ریاضی میں تو بہترین نمبرات سے کامیاب ہوا جبکہ مراٹھی میں فیل ہو گیا۔

استاذ نے جب رزلٹ دیکھا تو کہا: زید ماشاالله! تم ریاضی میں پہلے سے بہت اچھا کر رہے ہو، لیکن مراٹھی میں تمہارے مارکس بہت کم آئے ہیں، تمھیں اب مراٹھی پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ زید نے استاذ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے مراٹھی پر محنت بڑھا دی، استاذ نے بھی زید کی مدد کی، آئندہ امتحان میں نتیجہ یہ ہوا کہ زید نے ریاضی کے ساتھ مراٹھی میں بھی اچھے نمبرات حاصل کر لیے۔

آپ نے دیکھا! کیسے استاد نے وقت اور حالات کے مطابق زید کو ریاضی کے مقابلے مراٹھی پر زیادہ محنت کرنے کا مشورہ دیا جس کی وجہ سے زید نے دونوں سبجیکٹ میں کامیابی حاصل کر لی۔ اسی کو کہتے ہیں وقت اور حالات کے اعتبار سے چیزوں کو ترجیح دینا۔

علم کے فضائل:

عِلم کے کتنے فضائل ہیں، اس کے متعلق کتابوں کے انبار موجود ہیں۔

> کتابوں میں مقیّد علم، مشاہدہ کرنے پر پرواز کرنے لگتا ہے۔

لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا اور بہت خوب لکھا، ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کیجیے؛ تاکہ آپ کے اندر بھی علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ بس چند گزارشات ہیں جو آپ کے سامنے رکھنی ہیں:

۱) علم کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

۲) علم حاصل کرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔

۳) علم صرف کلاس روم میں نہیں سیکھا جاتا، ہر علم سیکھنے کی اپنی ایک جگہ ہوتی ہے، اسے وہیں جا کر حاصل کیجیے۔

۴) آپ کا کوئی بھی دن ایسا نہ گزرے جس میں آپ نے کچھ سیکھا نہ ہو۔

۵) علم کو اپنی سہولت پر طلب مت کیجئے، اپنے آپ کو علم کے لئے پیش کیجئے۔

۶) ہر وہ کام جو آپ کرنا چاہتے ہیں، پہلے اس کا علم حاصل کیجیے۔

۷) علم سیکھنے کے بعد اسے ضرور بانٹئے، تاکہ آپ کے علم سے آپ کو اور پوری انسانیت کو نفع پہنچے۔

اپنے مزاج کا دین نہیں، دین کو اپنا مزاج بنائیں۔

تیسرا باب

دین درست کیجئے

رہبر کامِل ملنے کے بعد جب آپ اُس کی رہبری میں علم حاصل کرنا شروع کریں تو سب سے پہلے دین کا علم حاصل کیجیے۔ ایمان والے کا سب سے اہم مقصد اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ ہمیں اللہ پاک نے دنیا میں بھیجا ہی اس لئے ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، خالص اسی کے بندے بنیں اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم قرآن وسنت کا علم حاصل کریں گے۔

دین کے بنیادی علوم:

قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے کے لئے بھی بہت سے بنیادی علوم کا جاننا ضروری ہے۔ پھر ان علوم کو کسی معتبر رہبر کی رہبری میں حاصل کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے دین کے اُن تمام بنیادی علوم کو جن کے سیکھنے سے آپ کے اندر قرآن وسنت کا علم راسخ ہو جائے، ضرور کسی کامل رہبر کی سرپرستی میں سیکھیں۔ جیسے قرآن شریف کو صحیح مخارج کے ساتھ ادا کرنے کا علم، عربی زبان کا علم، حدیث کا علم، فقہ کا علم وغیرہ۔ دینی علوم کی بھی ایک لمبی لسٹ بنائی جاسکتی ہے۔

> جو لوگ بدلہ نہیں لیتے، کیا خوب بدلہ لیتے ہیں۔

کونسا علم پہلے سیکھیں:

لیکن یہاں پر بھی اِس بات کا خاص خیال رکھئے کہ سب سے پہلے اُن علوم کو حاصل کریں جن کا بنیادی طور پر جاننا بہت ضروری ہے جنہیں آپ اپنی عملی زندگی (Practical Life) میں لاگو (Apply) کر سکیں جیسے نماز دن میں پانچ دفعہ فرض ہے اور حج زندگی میں ایک دفعہ وہ بھی اس شخص پر جو صاحب مال ہو اور حج کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس لیے ہمیں چاہیے کہ پہلے نماز کا دین سیکھیں۔ اسی طرح توحید، رسالت، آخرت، زکوۃ، روزہ وغیرہ کا علم۔ پھر اللہ پاک آپ کو جس قدر توفیق دیں خوب دین کا علم حاصل کیجیے۔

دنیا کے لئے بھی ضروری ہے:

خود بھی اس سے نفع اٹھائیں اور دوسروں کو نفع پہنچائیں۔ دین کا علم جتنا آخرت کے لئے ضروری ہے، اتنا ہی دنیوی زندگی کے لیے بھی ضروری ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا؟ عدل وانصاف کی بات، بہترین اخلاق کی تعلیم، لوگوں کے حقوق ادا کرنا، مظلوموں کی مدد کرنا، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں سے ادب سے پیش آنا، یہ سب تعلیمات ہمیں کہاں سے ملتی ہیں؟ جی ہاں، مذہبِ

دن بھر گناہوں سے آلودہ دل کو، توبہ سے دھو کر سوئیں۔

اسلام ہمیں اِن سب کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تو ہم نے نمونے کے طور پر کچھ تعلیمات لکھی ہیں، ورنہ ایسی بہت ساری باتیں ہیں، جو پوری انسانیت کے لیے، ان کی بقا کے لیے، امن وامان کے لیے بہت ضروری ہیں۔

کیا ملک ترقی کرسکتا ہے؟

تھوڑی دیر کے لئے سوچ کر دیکھیں کہ ایک شخص بہترین ڈاکٹر ہے؛ لیکن اُس کے اندر انسانیت کے لیے بالکل خیر خواہی نہیں ہے، علاج کے نام پر لاکھوں روپئے وصولتا ہے جیسے اسپتال صرف پیسے کمانے کے لئے بنا رکھا ہو۔ بلا وجہ مریضوں کے مہنگے مہنگے علاج کرتا ہے، صرف کمیشن کے لئے مہنگی دوائیاں اور ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے۔ کیا ایسا ڈاکٹر انسانیت کو مطلوب ہے؟ کیا ایسے ڈاکٹروں سے ہم ایک بہترین سماج بنا سکتے ہیں؟ بالکل نہیں!

ٹھیک اِسی طرح بہت سے بڑے بڑے تاجر ہیں، جن کا مقصد صرف پیسے کمانا ہے پھر چاہے کیسے بھی کمائیں۔ اِسی طرح بڑے بڑے سرکاری افسر ہیں، جو بڑے بڑے عہدوں پر صرف اس لئے بیٹھے ہیں کہ کروڑوں کی رشوت کمائیں اور اپنی جیب بھریں۔ کیا ایسے لوگوں سے سماج، قوم، اور ملک ترقی کرسکتا ہے؟ بالکل نہیں!

شے کی حقیقت اُن نفوس پر منکشف ہوتی ہے، جن کے دل مطمئن اور عقل بیدار ہوں۔

کس چیز کی کمی ہے؟

ذرا غور کیجئے! کیا یہ سب پڑھے لکھے نہیں ہیں؟ اپنے اپنے شعبے (Field) کے ماہر نہیں ہیں؟ اپنے اپنے پروفیشن میں کمال رکھنے والے نہیں ہیں؟ یہ سب کچھ ہے تو پھر کس چیز کی کمی ہے کہ یہ پوری انسانیت کو نفع پہنچانے کی جگہ نقصان پہنچا رہے ہیں؟ اُن میں اگر کمی ہے تو وہ اسلامی تعلیمات کی کمی ہے۔ اسلام کے بنیادی نظریات، توحید، رسالت، آخرت سے لاعلمی کی کمی ہے۔ اگر اُنہیں صحیح معنوں میں دینی تعلیم ملی ہوتی اور یہ پتہ ہوتا کہ یہاں ہم کچھ بھی کر لیں، ہزاروں جھوٹ بولیں، دھوکہ دیں، لوگوں پر ظلم کریں، ہوسکتا ہے کہ دنیا کی عدالتوں سے ہم بچ جائیں؛ لیکن کل ربِّ واحد کی عدالت میں پیش ہونا ہے اور آخرت میں اپنے تمام کیے کا حساب دینا ہے۔ کل وہی شخص کامیاب ہوگا جو آخرت کی عدالت میں کامیاب ہوگا۔ وہاں کی کمائی اصل کمائی ہے، جنت کا گھر اصل گھر ہے، جہنم کی آگ ایک ایسی آگ ہے جس میں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ جلنا پڑے گا۔

ایسا شخص جس کے دل میں خوفِ خدا ہو، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہو، آخرت ہمیشہ ہر معاملے میں اس کے سامنے رہتی ہو، کیا چند دنوں کی دنیوی

> تسلی گفتگو میں اپنائیت پیدا کرتی ہے۔

زندگی کے مزے کے لیے لئے اپنی آخرت کو بیچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں؛ بلکہ وہ پوری کوشش کرے گا کہ اپنے علم، اپنے ہنر اور اپنے مال سے اخلاص کے ساتھ پوری انسانیت کی خدمت کرے؛ تاکہ اُس کا رب راضی ہو جائے۔

میرے عزیزو! یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے ہے، جب ہم صحیح معنوں میں اسلامی تعلیم، دین کی تعلیم حاصل کریں۔ اگر ہم نے دین کی تعلیم حاصل نہ کی، تو ہو سکتا ہے کہ ہم دنیوی علوم حاصل کر کے دنیا میں بہت نام کمائیں، خوب مال بھی حاصل کر لیں؛ لیکن کل آخرت کے دن ناکامی ہی ناکامی ہوگی۔ اس لئے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے ایک نہایت اہم کام، دین کا علم حاصل کرنا ہے۔

ادب گفتگو کی زینت ہے۔

چوتھا باب

دِل درست کیجئے

ایک بہترین انسان وہ ہوتا ہے، جو اپنے سینے میں ایک بہترین دل رکھتا ہو، یہاں دل سے مراد قلبِ سلیم ہے۔کل قیامت کے دن اللہ تعالی اِسی قلبِ سلیم کا سوال کریں گے۔قلبِ سلیم کا عام فہم مطلب ہے:

"گناہوں سے پاک صاف دل"۔

اِس دنیا میں اللہ تعالی نے ہمیں صاف ستھرا دل دے کر بھیجا۔ یہاں آنے کے بعد ہمارا واسطہ اچھے برے لوگوں سے پڑتا رہتا ہے برے لوگوں کی صحبت اور نفس وشیطان کے دھوکے میں آ کر ہم اپنا دل خراب کر بیٹھتے ہیں اور ہمارے دل میں مختلف قِسم کی روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جیسے بغض، کینہ، حسد، غصہ ،خودنمائی وغیرہ۔ ایسی کئی روحانی بیماریاں ہیں، جو ہمارے دل کو خراب کر دیتی ہیں۔اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم وقتاً فوقتاً اس کی اصلاح کرواتے رہیں۔

:Heart Specialist

یہ صرف آخرت کے لئے ہی ضروری نہیں؛ بلکہ معاشرے میں ایک

کرب،قُرب کا ذریعہ ہے۔

اچھا انسان بننے کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔اس کتاب کے پہلے سبق ''رہبر تلاش کر'' کا ایک اہم مقصد یہی تھا کہ آپ جس فیلڈ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اُس کا علم اُس فیلڈ کے ماہرین اور ایکسپرٹس سے حاصل کریں۔

جس طرح دل کے ظاہری بیماری کا علاج کرنے والے، ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر ہوتے ہیں جو دل کی ظاہری خرابیوں اور بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ٹھیک اسی طرح دل کے باطن کے بھی ماہرین ہوتے ہیں، جو دل کے باطنی امراض کا علاج کرتے ہیں،جنہیں ہم اہلُ اللہ، اہلِ دل اور اہلِ تزکیہ کے نام سے جانتے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ان کی صحبت اختیار کریں، ان کے ساتھ تعلق قائم کریں؛ تاکہ یہ لوگ ہمیشہ ہمارے دلوں کا تزکیہ وتصفیہ کرتے رہیں اور ان کی صحبت کی برکت سے ہمارے دل باطنی امراض سے محفوظ رہیں۔

عبادت کی روح:

نیز ان سے مستقل رابطے میں رہ کر ہم احسان کی کیفیت تک پہنچ سکتے ہیں جو عبادت کی روح ہے،جس کا ذکر حدیث میں موجود ہے کہ تم اللہ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ کر سکو تو کم سے کم اللہ کی ایسی عبادت کرو کہ گویا اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

> فرصت، فضولیات کی جڑ ہے۔

چناں چہ اہلِ دل نے اس حدیث کی طرف خاص توجہ فرمائی اور پوری کوشش کی کہ کیسے اس کیفیتِ احسان کو حاصل کیا جائے۔ جس طرح مفسرین نے قرآن پر، محدثین نے حدیث پر فقہاء نے فقہ پر محنت کی؛ تا کہ امت تک صحیح اور کامل دین پہنچ سکے۔ اسی طرح اہلِ دل نے قرآن اور سنت میں خوب غور وفکر کر کے مناسب و بہترین طریقے اختیار کیے اور ان پر خصوصی محنت کی، جس سے انہیں 'احسان کی کیفیت' حاصل ہوگئی۔ کیفیتِ احسان کا حاصل ہوجانا اس بات کی علامت ہے کہ آپ کے سینے میں قلبِ سلیم یعنی گناہوں سے پاک ایک صاف ستھرا دل موجود ہے۔

پوری دنیا روحانیت کی پیاسی:

آج کے اس پرفتن دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ پوری دنیا روحانیت کی پیاسی ہے؛ لیکن انہیں کوئی راہ نظر نہیں آتی، کہیں وہ جوگیوں سے، بدھسٹ مونک سے روحانیت کا درس لیتے نظر آتے ہیں تو کہیں سائنس کے نام پر میڈیٹیشن (Meditation) یوگا، لا آف ایٹریکشن (Law of attraction) کے ذریعے اپنی پیاس بجھانے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ حیران کُن اور افسوس کی بات ہے کہ امتِ مسلمہ اور خاص طور پر ہماری نوجوان

> ایسا عمل جو دوسروں کو بداخلاقی پر آمادہ کرے خود بداخلاقی ہے۔

نسل ان کی طرف متوجہ ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ جب کہ روحانیت کا سب سے بہترین اور معتبر ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، جسے اہلُ اللہ نے خالص قرآن وحدیث کی روشنی میں محفوظ کرکے روحانیت کے ایسے اسباق مرتّب کردیئے ہیں، جو صحیح معنوں میں روحانیت کی پیاس بجھاتے ہیں۔

دل کو دل بنائیں:

اس لئے سب سے پہلے کیے جانے والے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ ہم اپنے دل کو دل بنانے کی فکر کریں۔ بہترین لوگ وہی ہوتے ہیں جن کے سینوں میں بہترین دل ہوتا ہے اور بہترین انسانوں سے ہی بہترین سماج وجود میں آتا ہے۔ اس لیے اپنے دل کو دل بنانا انتہائی اہم کام ہے۔

سیرت کا مطالعہ صورت سے آگاہ کردیتا ہے۔

پانچواں باب

عقل درست کیجئے

مومن کا دین اوراس کی دنیا الگ نہیں ہوتی۔ یہ سوچنا کہ یہ کام دین کا ہےاور یہ کام دُنیا کا، درست نہیں ۔ اسی طرح یہ سوچنا بھی بے دینی کی بات ہے کہ اصل تو دل ہے، اللہ کو قلب سلیم مطلوب ہے، عقل کی باتیں یہ دنیا پرست لوگوں کا کام ہے، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہمیں جتنی فکر، قلبِ سلیم کی کرنی چاہیے، اتنی ہی فکر عقل سلیم کی بھی کرنے کی ضرورت ہے۔

بہترین دل اور دماغ:

ایک بہترین دل اس وقت تک بہترین کہلانے کے لائق نہیں؛ جب تک وہ اپنے پاس ایک بہترین عقل نہ رکھتا ہو۔ بہترین دل کے ساتھ بہترین عقل کا ہونا ایسا ہی ہے جیسے پانی کے اندر آگ بجھانے کی صلاحیت۔ ایک بہترین دماغ کے بغیر بہترین دل کا تصور ناممکن ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بہترین دل کے ساتھ بہترین دماغ بھی رکھیں۔

> اپنے خیالات کو پاک رکھیں، یہ آنے والی نسلوں کا انتخاب ہوتے ہیں۔

امت کے بہترین دماغ:

بہترین دماغ صرف دنیاوی معاملات اور دنیاوی علوم کو سیکھنے کے لئے ضروری نہیں؛ بلکہ بہترین دماغ دین کی بہترین سمجھ رکھنے کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ مفسرین، محدثین ،فقہاء اہلِ تزکیہ وغیرہ حضرات صرف بہترین دل کے مالک تھے؟ ایسی سوچ رکھنا، اسلام کو صرف چند عبادات واحکام کا مجموعہ سمجھنا ہے۔ عزیزو! ایسا نہیں ہے۔ یہ حضرات صرف دین واسلام کا علم رکھنے والے اور دنیاوی علوم سے ناواقف لوگ نہیں تھے۔ ہمارے اکابر بہترین دل رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے بہترین دماغ بھی تھے۔ جہاں انہوں نے دینی علوم کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچایا، وہیں انسانیت کو نفع پہنچانے والے ایسی ایجادات کیں اور ایسے علوم دیئے جن سے دنیا آج تک نفع اٹھارہی ہے۔ پارلیمنٹری سسٹم، سرجری کا علم، زمین کی پیمائش کا علم، علم ِفلکیات، علمِ نفسیات؛ بلکہ جتنے علوم ہیں ان تمام علوم میں اسلامی مفکرین نے پوری دنیا سے اپنا لوہا منوایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک بہترین دل کو بہترین دماغ اور بہترین دماغ کو ایک بہترین دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کو یہ دونوں میسر آجائیں، ایسے ہی لوگ دنیا میں انقلاب پیدا کرتے ہیں۔

> قومیں بلند خیالات سے زندہ رہتی ہے۔ پست خیالات والے زندہ لاش ہوتے ہیں۔

دنیا کے بہترین لیڈر:

جو نئی تحقیقات (Research) تخلیقات (Invention) کرتے ہیں، وہی دنیا کے بہترین قائد بنتے ہیں، جو پوری دنیا کو امن و امان، عدل و انصاف سے بھر دیتے ہیں۔ اس لئے جہاں ہمیں اُن علوم کو سیکھنے کی ضرورت ہے جن سے دل بنتا ہے، وہی ہمیں اُن علوم کو بھی سیکھنے کی ضرورت ہے جن سے بہترین دماغ وجود میں آتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے ایک اہم کام اُن علوم کو حاصل کرنا بھی ہے، جن سے عقل میں نکھار اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

"ناقص علم کبر اور کامل علم عاجزی پیدا کرتا ہے۔"

چھٹا باب

زبان درست کیجئے

کونسی زبان؟

ہوسکتا ہے آپ کنفیوژ ہو جائیں کہ میں کس زبان کی بات کر رہا ہوں۔ ایک زبان تو وہ ہے جس کا تعلق اخلاقیات سے ہے۔ آپ کا بولنے کا انداز، آپ کا لہجہ، آپ کے لفظوں کا انتخاب جس سے محبتیں اور عداوتیں وجود میں آتی ہیں۔ دوسری وہ زبان ہے جسے ہم مادری زبان، علاقائی زبان، عالمی زبان کے نام سے پکارتے ہیں جیسے اردو، ہندی، انگلش وغیرہ، اس وقت میں آپ سے جس زبان کے تعلق سے بات کرنا چاہ رہا ہوں اس کا تعلق اسی مادری، علاقائی اور عالمی زبان سے ہے۔

اخلاقی زبان:

اخلاقی زبان کا تعلق دل کی دنیا سے ہے۔ جسے ہم پہلے ہی ''دل درست کیجئے'' کے عنوان میں ڈسکس (discuss) کر چکے ہیں۔ دل بنانے سے مراد بہترین اخلاق بنانا بھی ہے اور بہترین اخلاق میں بہترین اندازِ بیان اور

> بہت بولنے سے باتوں کا وزن بڑھتا نہیں، کم ہو جاتا ہے۔

زبان بھی شامل ہیں۔ یہاں ہم خالصتاً اُس زبان کے بارے میں گفتگو کریں گے جس کا تعلق بولی جانے والی علاقائی زبانوں سے ہے۔

مادری زبان:

سب سے پہلے کیے جانے والے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ ہم جس زبان میں بات کرتے ہیں یا جس زبان کو آسانی سے سمجھتے ہیں، اُس زبان کو بہتر سے بہتر بنایا جائے، صرف اُس زبان کا بولنا، لکھنا اور پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس زبان میں مہارت حاصل ہونی چاہئے۔ انسان کسی بھی علم وفن کو اپنی مادری زبان میں سب سے آسانی کے ساتھ سیکھ لیتا ہے۔ اس لئے اپنی مادری زبان میں کمال پیدا کیجئے۔

علاقائی زبان:

اسی طرح اور دو زبانیں بھی سیکھنا ضروری ہے۔ ایک ہے علاقائی زبان اور دوسری ہے عالمی زبان۔ مثال کے طور پر ہوسکتا ہے آپ اپنے گھر میں اردو بولتے ہوں؛ لیکن جس ریاست میں آپ رہتے ہیں اس کی علاقائی زبان مراٹھی، ہندی، کنڑ وغیرہ ہو۔ اب ظاہری بات ہے جب آپ اپنے گھر سے باہر

> خاموشی بولتی ہے، اس کا اثر لفظوں میں نہیں، نتائج کی صورت میں نظر آتا ہے۔

قدم رکھیں گے تو آپ کو اسی علاقائی زبان میں بات کرنی پڑے گی، جس زبان کو علاقے والے سمجھتے ہیں۔ ورنہ آپ ان کے ساتھ، ان کے بیچ میں اجنبیت محسوس کریں گے۔ لوگ آپ کے قریب آنے سے گریز کریں گے۔ بعض علاقوں میں علاقائی زبان کا اتنا گہرا اثر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں کی علاقائی زبان میں بات نہیں کرتا تو اسے پرائی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسے وہ اپنی زبان کا، اپنی تہذیب کا مخالف سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ کسی اسٹیٹ کے گورنمنٹ جاب (Government Job) کے لیے اعلیٰ سطح کا امتحان دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے؛ کیوں مقابلہ جاتی امتحان (Competative Exam) کے لئے ریاست کی علاقائی زبان لکھنی پڑھنی اور بولنی آنا بہت ضروری ہے۔ لہذا بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنی علاقائی زبان سیکھیں۔ یہ وقت اور حالات کی اہم ضرورت بھی ہوتی ہے۔

عالمی زبان:

اسی طرح آپ کو عالمی زبان بھی سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اِس وقت عالمی سطح پر بولی اور سمجھی جانے والی زبان انگریزی ہے اس لیے اس زبان کا جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ذہین ہیں، محنتی ہیں، آپ میں بہت سی صلاحیتیں

> وقت کے ساتھ لہجوں کا بدلنا، آپ کی شخصیت کی ترجمانی کرتا ہے۔

ہیں ؛لیکن اگر آپ عالمی زبان نہیں جانتے تو آپ کی ساری کی ساری صلاحیتیں محدود ہو کر رہ جائیں گی۔ آپ پوری دنیا میں اپنے علم و ہنر کا ڈنکا بجانے سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ دنیا بھی آپ کی صلاحیتوں سے محروم ہو جائے گی ؛اگر آپ عالمی زبان میں مہارت حاصل نہ کریں اور اپنی صلاحیتوں کو عالمی زبان میں پیش نہ کریں۔

ہم ایسے کئی لوگوں کو جانتے ہیں جن میں زیادہ صلاحیتیں نہیں ہیں ؛لیکن چونکہ وہ عالمی زبان کو بخوبی جانتے ہیں۔ اسلئے آج وہ دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب ہم ایسے افراد کو بھی جانتے ہیں جن میں بلا کی صلاحیتیں موجود ہیں ؛لیکن صرف اس وجہ سے، کہ وہ عالمی زبان نہیں جانتے، دنیا بھی انہیں نہیں جانتی۔ وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ ایک محدود زندگی گزار رہے ہیں۔

اس لئے میرے عزیزو! سب سے پہلے کرنے کے کاموں میں سے ایک اہم کام اپنی مادری، علاقائی اور عالمی زبان میں مہارت حاصل کرنا بھی ہے۔

ایک اور زبان:

ہم میں سے ہر ایک کی مادری زبان اردو نہیں ہے؛ لیکن ہمارے ملک

> حکمت کی میراث انہیں ملتی ہے جو خاموش طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔

کے اعتبار سے مسلمانوں کی مذہبی زبان اردو ہے۔ ہماری بے شمار دینی کتابوں کا ذخیرہ اردو زبان میں موجود ہے اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ یہ زبان ہماری تہذیب اور کلچر کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔ اس لیے اپنے دین کو سیکھنے اور اپنی تہذیب کو باقی رکھنے اور اس کی حفاظت کے لیے اردو زبان میں مہارت پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے ہماری یہ گذارش ہے کہ مادری، علاقائی اور عالمی زبان کے ساتھ ساتھ آپ اردو زبان بھی ضرور سیکھیں۔

اہل علم کی خاموشی فتنوں کو شور مچانے کا موقع دیتی ہے۔

ساتواں باب

صحت درست کیجئے

ایمان اور عافیت کے بعد سب سے قیمتی نعمت صحت ہے۔حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ دو نعمتوں کے تعلق سے اکثر لوگ غفلت میں ہیں، ایک وقت اور دوسری صحت۔ ایک با مقصد زندگی جینے کے لیے سب سے پہلے کیے جانے والے کاموں میں سے ایک اہم کام اپنی صحت کا خیال رکھنا بھی ہے۔ ہماری طبیعت خود بخود ایسی شخصیات کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتی ہے جن کے پاس تندرست جسم، بہترین دماغ اور خوبصورت دل ہو۔ یاد رکھیں! صحت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک اچھی صحت کے بغیر آپ کسی کام کو مکمل یکسوئی کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ پھر وہ علم حاصل کرنا ہو یا پھر کوئی ہنر۔ مقصد تو بہت دور کی بات ہے۔

لمبی ریس کے گھوڑے:

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی مصروفیت کی وجہ سے اپنی صحت پر توجہ نہیں کرتے بس کام کام، پیسہ پیسہ کرتے رہتے ہیں، وہ لوگ لمبی ریس کے

> تندرستی کا طلوع سورج نکلنے سے پہلے ہوتا ہے۔

گھوڑے نہیں ہوتے ، بہت کم عمری میں ہی انھیں بہت سی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ کسی کام، کسی پروجیکٹ کو مکمل کرنے کی دن رات کی فکروں کی وجہ سے وہ مکمل نیند، مکمل آرام، اچھی غذا، کچھ نہیں لے پاتے۔ جو ملا وہ کھا لیتے ہیں ایسے لوگ زیادہ تر جنک فوڈ ا کا سہارا لیتے ہیں اور نیند بھگانے کے لیے چائے، کافی (Coffee) یا سگریٹ کا بکثرت استعمال کرتے ہیں؛ یہاں تک کہ وہ سکون کی نیند بھی نہیں سوتے۔ کامیابی کی دُھن انہیں یہ دھوکہ دیتی ہے کہ ایسا کرنا کامیاب لوگوں کی علامت ہے۔ کامیاب لوگ ایسے ہی جاگ جاگ کر، کچھ بھی کھا کر مسلسل کام کرتے رہتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ نفس و شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

صحت مند رہنا بھی کام ہے:

جتنے بھی کامیاب لوگ ہیں، وہ اپنے سارے کاموں کو کرنے کے ساتھ ساتھ صحت مند رہنے کو بھی ایک کام سمجھتے ہیں؛ اپنی صحت کا خیال رکھنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں بلکہ اپنی صحت کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے ہیں۔ وقت پر کھانا، وقت پر سونا، صبح جلدی اٹھنا، ایکسرسائز کرنا، ذکر و اذکار کرنا اور چہل قدمی کرنا وغیرہ ان کے روزانہ کے معمولات میں شامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں

> جو صبح بستر نہیں چھوڑ سکتے، وہ کچھ نہیں چھوڑ سکتے۔

کے وقت، کام اور صحت میں بہت برکت ہوتی ہے اور اُن کی عمریں بھی لمبی ہوتیں ہیں۔

بند تجوری:

صحت مند رہنے سے ہمیں بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے خوشگوار مزاج، مسکراتا چہرہ، پھرتیلا جسم وغیرہ۔ ایسی اور بھی خوبیاں ہیں، جو لکھی جا سکتی ہے۔ نیز صحت مند رہنے سے ہم بہت سی بیماریوں اور بری عادتوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں جیسے کمزوری، غصہ، ڈپریشن، نشہ وغیرہ ۔ اگر آپ کے مقاصد بڑے ہیں، آپ کے اندر تخلیقی سوچ ہے اور آپ انسانیت کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے بہت ضروری ہے کہ آپ اپنی صحت کا کا ایسا ہی خیال رکھیں جیسے لوگ اپنی بند تجوریوں کا خیال رکھتے ہیں۔

طاقت ور مؤمن:

یاد رکھیے! بہترین صحت صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے ہی نہیں؛ بلکہ ایک اچھا مومن بننے کے لیے بھی بہترین صحت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیا ایک بیمار شخص اللہ سبحانہ وتعالی کی ایسی عبادت کر سکتا ہے جیسے ایک صحت مند شخص کر سکتا

> خواب ان کے پورے ہوتے ہیں، جو خوابوں سے جلد بیدار ہوتے ہیں۔

ہے؟ بالکل نہیں! حدیث کا مفہوم ہے: اللہ پاک کو کمزور سے زیادہ طاقتور مومن پسند ہے۔

کامیابی خواہ دینی ہو یا دنیاوی، بہترین کارکردگی کے لیے صحت مند رہنا بہرحال ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صحت کا مکمل خیال رکھیں۔

فضولیات بھی ایک علم ہے جسے اہلِ علم احمقوں سے سیکھتے ہیں۔

آٹھواں باب

شوق درست کیجئے

ہماری زندگی پر ہمارے ذوق وشوق کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر شوق کی سمت صحیح ہو تو ایسا شخص اُن خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے، جو بہت کم وقت میں اپنے مقصد کو حاصل کر لیتے ہیں، اِس کے برعکس اگر ایسا شخص جس کا ذوق و شوق اس کے مقصد سے میل نہ کھاتا ہو تو اس کی طبیعت کام کی طرف کم اور شوق کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، نتیجۃً وہ اپنے مقصد کو پورا نہیں کر پاتا۔ اگر کر بھی لیتا ہے تو اس میں کوئی کمال پیدا نہیں کر پاتا، صرف خانہ پُری ہو جاتی ہے۔ اسکی کامیابی صرف نام کی ہوتی ہے، جس سے دوسرے تو دوُر، وہ خود بھی مطمئن نہیں ہو پاتا، ایسا شخص اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ برباد کر لیتا ہے، مسلسل ناکامی کی ذہنی الجھنیں اُس کی طبیعت میں تضاد پیدا کر دیتی ہیں، سوچ منفی ہو جاتی ہے، ذہن بٹ جاتا ہے اور فیصلے کمزور ہو جاتے ہیں۔

سوشل میڈیا کا بے جا استعمال:

بدترین شوق کی مثال سوشل میڈیا کا بے جا استعمال ہے۔ کتنے لوگ ہیں

> حکمرانوں کے شوق کی قیمت قومیں ادا کرتی ہیں۔

جو کمپیوٹر سسٹم پر کچھ کام کرنے بیٹھتے ہیں، انھیں کسی اہم پروجیکٹ کو وقت پر کمپلیٹ کرنا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ کام شروع کریں ان کے ذہن میں ایک سوشل میڈیا کا وائرس گردش کرنا شروع کر دیتا ہے ''بس ایک اپڈیٹ لے لیتا ہوں'' اور پھر کیا، لائک، شیئر کا چکر شروع ہو جاتا ہے، جب ہوش آتا ہے، تب تک کام کرنے کا مُوڈ آف ہو چکا ہوتا ہے۔ ''فریش موڈ ہو کر دوبارہ کام شروع کرنے کے لئے'' ایک بریک کی فرمائش ذہن میں گردش کرنے لگتی ہے۔ اس طرح کافی وقت سوشل میڈیا اور پھر اس کی وجہ سے موڈ فریش کرنے کے بریک میں چلا جاتا ہے۔

فُضول گپ شپ:

اسی طرح دوسرا خطرناک شوق دوستوں کے ساتھ فضول و بے مقصد گپ شپ کرنا ہے۔ پہلے یہ راتوں کو مل کر بے وقت چلتی رہتی تھی، اب بھی چلتی ہے، بس سب کے ہاتھوں میں اپنا اپنا موبائل ہوتا ہے۔ کچھ دیر موجود دوستوں سے گپ شپ تو کچھ دیر سوشل میڈیا کے دوستوں سے، جس وقت تہجد گذار بستر چھوڑتے ہیں، اُس وقت میڈیا گذار، اپنا سر بستر پر جا مارتے ہیں۔

بے جا شوق وہ زیور ہے، جو اپنے پہننے والوں کو کنگال بنا دیتا ہے۔

کئی کتابوں کا مصنّف ہوتا:

ہمارے ایک دوست ہیں جن کے عزائم بڑے بلند اور منصوبے بھی بڑے بڑے ہیں؛ لیکن آج تک وہ اپنا ایک بھی منصوبہ مکمل نہیں کر پائے۔ اُس کی وجہ اُن کے مقصد اور شوق میں تضاد ہے۔ باصلاحیت ہیں، پڑھنا پسند کرتے ہیں، کتابیں بھی لکھنا چاہتے ہیں، اور ہیں بھی بہت قابل۔ کئی بار انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ تقریباً دس کتابوں کے مضامین ان کے ذہن میں ہیں؛ لیکن آج تک کسی بھی کتاب کو شائع کرنا تو دوُر؛ اُس کے مضامین بھی مکمل نہ کر سکے۔ وجہ ان کا بیجا شوق ہے۔

انہیں شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق ہے، وقت بے وقت شطرنج کے میدان میں دو دو ہاتھ کرتے نظر آتے ہیں اور خود اس پر بہت افسوس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کہنے لگے ''سچ کہتا ہوں جتنا وقت میں نے اِس کھیل میں ضائع کیا ہے اگر صرف اُسی وقت کو یکسوئی کے ساتھ استعمال کر لیتا تو آج کئی کتابوں کا مصنف ہوتا۔''

مقصد کو شوق بنائیں:

ہم سب نے بھی ایسے کئی شوق پال رکھیں ہیں جو ہمارے مقصد کے

بحث گفتگو کو فضول بنا دیتی ہے۔

بالکل برخلاف ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے شوق کا رخ بھی درست کریں، کوشش کریں کہ اپنے مقصد کو ہی اپنا شوق بنائیں، مثال کے طور پر ایک شخص چاہتا ہے کہ وہ آٹو موبائل انجینئرنگ میں اپنا کیریئر بنائے، اس کا ذوق وشوق بھی یہی ہے کہ بہترین سے بہترین گاڑیوں میں گھومے، اُن کی معلومات اکٹھا کرے، اُن پر ریسرچ کرے، اس کے گھر کی دیواروں پر خوبصورت اور مہنگی گاڑیوں کی تصویریں سجی رہتی ہیں، ایسا شخص اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہوگا، کیونکہ اس کا مقصد اور شوق دونوں ایک ہی رُخ اور صحیح سمت میں ہیں۔

ٹھیک اسی طرح ہمیں بھی چاہئے کہ ہمارا مقصد ہی ہمارا شوق ہو۔ اور اگر ہم اپنے مقصد کو ذوق وشوق نہیں بنا سکتے تو کم سے کم ایسی چیزوں کا ذوق و شوق رکھیں، جو آپ کو آپ کے مقصد سے نہ بھٹکائیں؛ بلکہ کہیں نہ کہیں آپ کے مقصد کو حاصل کرنے میں آپ کی معاون و مددگار رہوں۔

اس لیے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ ہم اپنے ذوق وشوق کا رُخ درست کریں۔

کامل وہ ہے جو اعتدال پر آجائے اور عدل کے معاملے میں خائف رہے۔

نواں باب

تعلیم (ہنر) درست کیجئے

بڑی معذرت کے ساتھ یہاں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اسکول اور کالج میں جو عصری تعلیم حاصل کررہے ہیں، میں اُس تعلیم کو 'تعلیم' نہیں سمجھتا، اسے آخری درجے میں 'ہنر سیکھنا' کہتا ہوں۔ یہ ایک اہم اور وسیع موضوع (Topic) ہے۔ ان شاء اللہ اسے کسی اور موقع پر ڈسکس کریں گے۔ مختصراً یہ کہ اس عصری تعلیم کو میں 'ہنر سیکھنا' اس لئے کہتا ہوں کہ ہماری اکثریت اس تعلیم کو صرف اس لئے حاصل کرتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیسہ کمائے تاکہ اُن کی معاشی حالت بہتر ہوسکے۔

حالاں کہ حقیقی تعلیم وہ ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ہم کون ہیں، دنیا میں کیوں آئے؟ کس نے پیدا کیا، ہمارے دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے اور مرنے کے بعد ہم کہاں جائیں گے۔ خیر! اس وقت یہاں کی رائج تعلیم اور ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں۔

> جو تعلیم اور ہنر میں فرق نہیں جانتے، انہیں تعلیم کے نام پر غلامی کا ہنر سکھایا جاتا ہے۔

کیا تعلیمی شعبے کا انتخاب اس طرح کیا جاتا ہے؟

اگر کسی اسٹوڈنٹ کا ایس. ایس. سی. (SSC) کے امتحان میں 92 فیصد آجائے تو آپ اسے کیا پڑھنے کا مشورہ دیں گے؟ سائنس، کامرس یا آرٹس؟ اور اگر کسی بچے کا 70 فیصد آئے تو اسے کیا مشورہ دیں گے؟ اور اگر کسی کا 50 فیصد آجائے تو اسے کیا مشورہ دیں گے؟

یہ سوال میں اکثر اپنے سیمینار، ورکشاپ میں بچوں اور والدین سے پوچھتا ہوں۔ 90 فیصد والے کے تعلق سے اکثر لوگ یہی چاہتے ہیں کہ وہ سائنس پڑھے، 70 سے زیادہ والے کے لیے مشورہ ہوتا ہے کہ اُسے کامرس میں کوشش (Try) کرنا چاہیئے، اور 50 کے قریب والے بچوں کے لئے مشورہ ہوتا ہے کہ انھیں آرٹس پڑھنا چاہیے۔ کیا اس طرح تعلیمی شعبے کا انتخاب کرنا درست ہے؟

کیا اس طرح اپنے مستقبل کی پڑھائی کا فیصلہ کرنا چاہیے؟

میں نے جن بچوں کو پڑھایا ہے ان میں سے ایک کا واقعہ یہاں شیئر کرتا ہوں۔

اب دکان سنبھالتا ہے:

ایک طالب علم جو پڑھائی کے معاملے میں نہایت سنجیدہ اور محنتی تھا، اس

> جب ڈگریاں بازارو ہو جائے تو تمھیں چاہیئے کہ صلاحیتوں کی لگام کس لو۔

کے ذہن میں پہلے سے یہ تھا کہ مجھے عالمِ دین بننا ہے۔ اُسکے والدین بھی اُس کے اِس فیصلے سے راضی تھے یا یوں کہئے کہ یہ سب کا متفقہ فیصلہ تھا۔ طالبِ علم عالمیت کرنے کا پکا ارادہ رکھتا تھا۔ اب اُس بچے کی بدنصیبی ہی کہئے کہ دسویں کے امتحان میں اس کے مارکس 92 فیصد آ گئے۔ آپ بھی حیران ہوں گے کہ 92 فیصد اور بدنصیب؟ جی ہاں بدنصیب! کیوں کہ اب وہ، اُس علم کو حاصل نہیں کرسکتا تھا جس کا اُسے شوق تھا۔ سارا خاندان، دوست، احباب اور پڑوسیو ں نے اُس کے والدین اور بچے کا جینا حرام کر دیا، پاگل ہو گئے ہو؟ اتنے ذہین بچے کو مولوی بناؤ گے؟

کسی اور بچے کو مولوی بنا لینا۔

اس کے 92 فیصد مارکس ہیں، اسے سائنس پڑھاؤ۔

بڑی مشکل سے اتنے اچھے مارکس آتے ہیں اپنے بچے کو ضائع مت کرو۔

یہ بچہ بہت ذہین ہے، یہ ڈاکٹر بن سکتا ہے۔ بچے کے کیریر کے ساتھ مت کھیلو۔

اِسے بار بار کا ٹارچر کہیے یا موٹیویشن، اِس بچے کے والدین نے اس کا ایڈمیشن سائنس میں کروا دیا۔ بچہ ذہنی طور پر اس کے لیے تیار نہ تھا۔ سب کے کہنے پر اس نے پڑھائی تو شروع کر دی؛ لیکن بارہویں کے امتحان میں کامیاب

اعتراض کرنے والوں کا بہترین جواب خاموشی ہے؛ کیونکہ وہ اسی کو توڑنا چاہتا ہے۔

نہ ہوسکا۔آپ اس کی وجہ بتاسکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اُسے 'وہ' پڑھنے پر مجبور کیا گیا جس کے لیے وہ ذہنی طور پر تیار نہ تھا اور نہ ہی اُسے اس سبجیکٹ میں دل چسپی تھی۔

نتیجتاً نہ وہ کالج کی پڑھائی کرسکا، نہ عالمیت۔اب اپنے والد کی دکان سنبھالتا ہے۔

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ پرسینٹیج، نہ چچا کے بچے:

میرے عزیزو!

اپنی تعلیم کو صرف مارکس اور پرسینٹیج کی بنیاد پر طے نہیں کرتے،

چاچا کے بچے' انجینئرنگ کر رہے ہیں، اس لئے میں بھی انجینئرنگ کی پڑھائی کروں گا۔

میرے تمام دوست کامرس میں ایڈمیشن لے رہے ہیں، اس لئے میں بھی کامرس میں ایڈمیشن لوں گا۔

لڑکی ہے پڑھ لکھ کر کیا کرے گی۔

اسے ٹیچر بنادو، گھر میں ٹیوشن لے لے گی۔

> علم کا ذوق رکھنے والے کتابوں کے مرید ہوتے ہیں۔

اسے آرٹس پڑھا دو وغیرہ وغیرہ۔

ان طریقوں سے اپنے تعلیم کا انتخاب آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔

میرے پاس بہت سے بچے گریجویشن کے بعد مشورہ کے لیے آتے ہیں، کچھ انجینئرنگ کر رہے ہوتے ہیں تو کچھ اور، جب میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ آپ نے اس شعبے کا انتخاب کیوں کیا؟ کیا واقعی آپ انجینئر بننا چاہتے تھے؟ تو اُن میں سے اکثر بچوں کے پاس اس کا کوئی معقول اور مناسب جواب نہیں ہوتا۔ سوائے ان جوابات کے جو اوپر بیان کئے گئے۔

بچوں کا تعلیمی میدان:

اپنی تعلیم کا انتخاب اپنی ذاتی دلچسپی اور شوق کے اعتبار سے کرنا چاہیے۔ والدین، سرپرستوں کو چاہیے کہ الگ الگ فیلڈ کے بارے میں بچوں کے سامنے ڈِسکس کریں، انہیں ایسے سیمینار ورکشاپ اٹینڈ کروائیں جہاں انہیں پتہ چلے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ پھر دیکھیں کہ بچے کی ذاتی دلچسپی کس طرف ہے، کس فیلڈ میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ پھر اُس کے اعتبار سے بچوں کا تعلیمی میدان متعین کریں۔ اور ایک اہم بات، یہ کام بچوں کے آٹھویں جماعت میں پہنچنے سے پہلے ہو جانا چاہیے:

> گہرا علم سمندر کی طرح خاموش اور سطحی علم موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

ہمارے بچے کو کیا بنانا ہے؟

کیا پڑھانا ہے؟

کس شعبے کا ماہر بنانا ہے؟

دوسرے بچے اور پوری دنیا جو چاہے پڑھے؛ پھر چاہے جو بھی 'نمبر' آئے، ہمارا بچہ وہی پڑھے گا جو ہم نے آپس میں غور و فکر کر کے بچے کی دلچسپی کے اعتبار سے پہلے سے طے کیا ہوا ہے۔ تا کہ ہمارا بچہ پوری یکسوئی اور ذاتی دل چسپی کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کر سکے، اور ایک کامیاب انسان بنے۔ اس لیے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے ایک اہم کام بچے کی تعلیم کا رخ صحیح کرنا ہے۔

دسواں باب

صحبت درست کیجئے

حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ دوستی سوچ سمجھ کر اختیار کرو؛ کیونکہ انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔

''ہم جیسے لوگوں کی صحبت میں رہتے ہیں ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔''

اس نظریے پر مذہب اور سائنس دونوں متفق ہیں۔ آپ نے اکثر موٹیویشنل اسپیکرس کو کہتے ہوئے سنا ہوگا، اگر آپ ایسے دوستوں کے سرکل میں رہتے ہیں جن کی آمدنی دس ہزار ہے، تو آپ بھی دس ہزار کمانے والے لوگوں میں سے ہوں گے۔ اور اگر آپ ایسے گروپ سرکل میں رہتے ہیں، جن کی مہینے کی اِنکم لاکھ روپے ہے تو آپ بھی لاکھ روپے کمانے والوں میں سے ہوں گے۔ دراصل یہ انسان کی فطرت ہے۔

سب سے پہلے ہم کون سی زبان بولنا سیکھتے ہیں؟ سب یہی کہیں گے، ''مادری زبان'' کیونکہ ہم سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ماں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ ایک کامیاب انسان بننے اور ایک بامقصد زندگی گزارنے کے

> بامقصد لوگ زندگی اور بے مقصد لوگ موت ہوتے ہیں، ان کا انتخاب زندگی اور موت کا انتخاب ہوتا ہے۔

لئے، ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں جو اپنی زندگی کو بامقصد بنا کر جیتے ہیں۔

وہی عادت آج بھی ہے:

ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی عمر 35 سال تھی ۔ دوستوں نے ان کے بارے میں ایک بڑی اچھی بات بتائی کہ کچھ بھی ہو جائے یہ کبھی فجر کی نماز نہیں چھوڑتے؛ لیکن ساتھ ہی یہ عجیب بات بھی بتلائی کہ وہ فجر کے علاوہ کوئی اور نماز بھی نہیں پڑھتے، سن کر بڑا تعجب ہوا۔ دوستوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ جب یہ چھوٹے تھے، تب ان کے والد انہیں پابندی کے ساتھ فجر کی نماز کے لئے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے اور چونکہ دن کے اوقات میں ان کے والد صاحب کو نوکری کے سلسلے میں کچھ دور جانا ہوتا، گھر لوٹنے میں دیر ہو جایا کرتی تھی اس لیے اُن کی باقی چار نمازیں باہر ہی ہوتیں۔ جس کی وجہ سے یہ صاحب بھی چار وقت کی نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور یہی عادت اُن کے اندر آج تک باقی ہے۔

اچھی اور بُری صحبت کا اثر:

اِس واقعے سے ہم بہت سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اِس میں سے ایک

> زندگی کھُلی کتاب کی طرح ضرور رکھیں؛ لیکن لوگوں کو اتنا ہی پڑھنے دیں، جتنا ان کا ظرف ہے۔

اہم سبق یہ بھی ہے کہ نیک والد کی جتنی دیر کی صحبت انہیں بچپن میں ملی اس کا اثر اب تک اُن میں باقی ہے اور جن چیزوں میں نیک والد کی صحبت نہ مل سکی اُسکا خراب اثر بھی ان میں اب تک باقی ہے۔

یعنی جتنا وقت آپ جیسی صحبت میں گزاریں گے، ویسا ہی اثر آپ کی زندگی میں اُن صحبتوں کا پڑے گا۔ زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہے، اس لیے کوشش کیجئے کہ جہاں تک ہوسکے ہماری زندگی کے لمحات بہترین لوگوں کی صحبت میں گزریں۔ کم سے کم روزانہ کچھ وقت اہلِ علم، اہلِ فکر اہل اللہ کی صحبت میں ضرور گزاریں۔

ہم جس فیلڈ سے تعلق رکھتے ہوں، اس فیلڈ کے ماہرین سے رابطے میں رہنا، جو لوگ کامیاب ہیں یا کامیابی کا تجربہ رکھتے ہیں، ان کی صحبت میں رہنا، دیندار، اہلِ علم، اہل اللہ اور دانشمند لوگوں کی صحبت میں رہنا، ہمارا مزاج بن جانا چاہیے۔

دوست کیسے بنائیں؟

آپ جس فیلڈ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اس فیلڈ کے محنتی طلبہ جو دل لگا کر اپنی پڑھائی کررہے ہیں، اُن سے تعلق اور دوستی بنائیں، اُن دوستوں سے

> وہ قوم کبھی قائد نہیں بن سکتی، جو دوسری قوموں سے متاثر ہو۔

دور رہیں جو برائے نام پڑھائی کر رہے ہیں۔

دین اور دنیا دونوں معاملات میں آپ کو اچھے دوستوں کا انتخاب کرنا چاہیۓ۔ ایسی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ اچھے دوستوں کی صحبت کا کیا اثر ہوتا ہے اور برے دوستوں کی صحبت کا کیا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے کیے جانے والے کاموں میں سے ایک اہم کام اپنی صحبت درست کرنا بھی ہے۔

بصارت دوسروں کے اور بصیرت اپنے عیب دکھلاتی ہے۔

گیارہواں باب

مقصد درست کیجئے

کسی مُفکّر کا قول ہے ''زندہ رہنے کے لئے کھاؤ، کھانے کے لئے زندہ مت رہو''۔ اگر صرف کھانے کے لئے جِیا جائے تو پھر ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق رہ جائیگا؟ کیسے ممکن ہے کہ کسی مخلوق کو اشرف المخلوقات کہا جائے اور اسکی زندگی کا کوئی مقصد نہ ہو! دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں، ان کی زندگی کے بارے میں پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ سب کسی نہ کسی بڑے مقصد کو لے کر زندہ تھے۔ اُن بڑے مقاصد کو حاصل کرنے کی وجہ سے دُنیا آج بھی انہیں یاد کرتی ہے۔ آپ بڑے بڑے سائنسدانوں کے بارے میں سوچیں، کون سے نام آپ کے ذہن میں ابھر کر سامنے آتے ہیں؟

جابر بن حیان — The father of surgery

زہراوی الانصاری — The Father of Modern Surgery

تھامس ایڈیسن — Inventor of light bulb

نیوٹن — Newton's Laws

ظاہر سی بات ہے کہ یہ لوگ اُن کارناموں کی وجہ سے یاد آتے ہیں جن سے دنیا

> زندگی کتنی گزاری یہ اہم نہیں، کیسے گزاری یہ اہم ہے۔

میں ایک انقلاب برپا ہوا۔کیا وہ انقلاب اور وہ نئ ایجادیں یوں ہی وجود میں آ گئی تھی؟

اُن عظیم شخصیات نے اپنے کارناموں کو اپنا مقصد بنایا تھا اور اُس مقصد کو حاصل کرنے میں اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی ،تب جا کر ایسے بڑے بڑے کارنامے وجود میں آئے اور آج پوری انسانیت اُن سے نفع اُٹھارہی ہے۔ ایسی کئ عظیم ہستیوں کا تذکرہ یہاں کیا جاسکتا ہے، جن کے کارنامے رہتی دنیا تک یاد کیے جائیں گے۔اُن سب کی کامیابی کی وجہ ان کی زندگی کا وہ عظیم مقصد تھا، جسے حاصل کرنے کے لیے ہی وہ جیتے تھے۔اُسی مقصد کو آگے بڑھانے کی کوشش اور اس پر ریسرچ کرتے ہوئے وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

ذرا غور کریں:

ہم کون ہیں؟

ہم مسلمان ہیں، ایمان والے ہیں۔

ہمیں ایمان اور اسلام جیسی عظیم دولت سے نوازا گیا تا کہ ہم پوری انسانیت کو نفع پہونچا سکیں۔تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ایمان والا اپنی زندگی بغیر کسی عظیم

> زندہ قومیں مقصد کے ساتھ صبح شام کرتی ہے، مردہ قومیں بس یونہی زندگی تمام کرتی ہے۔

مقصد کے گزارے! ہماری تاریخ ایسی عظیم ترین شخصیات سے بھری پڑی ہے، جن کی مثالیں پوری دنیا پیش نہیں کرسکتی۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ نے مختصر سے وقت میں ایک ایسی قوم میں، جس پر دنیا کی کوئی قوم حکومت کرنا پسند نہیں کرتی تھی، جو لوگ صرف اس بات پر نسل در نسل جنگ جاری رکھتے تھے کہ تیرے اونٹ نے میرے اونٹ سے پہلے پانی کیوں پیا۔۔۔؟ اُن میں ایسا انقلاب پیدا کردیا کہ وہ قوم، دنیا کی حاکم قوم بن گئی۔

حضرت عمرؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ، بوعلی سیناؒ، الخوارزمیؒ، امام غزالیؒ، وہ شہرۂ آفاق شخصیات ہیں، جنھیں دنیا کبھی نہیں بھول سکتی۔ یہ تو ہماری تاریخ کے چند قیمتی موتی ہیں، ایسے کتنے ہی قیمتی اور انمول موتیوں سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے نام لیوا ایسی زندگی گزاریں جس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو؟

مقصد کچھ بھی ہوسکتا ہے:

لہذا اپنی زندگی کو قیمتی بنانے کے لیے مقصد کا تعین ضرور کیجئے۔ وہ مقصد کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

> بامقصد کو فکر سونے نہیں دیتی، بے مقصد کو سوسے جگائے رکھتے ہیں۔

بہترین سائنسدان بننا،

بہترین ڈاکٹر بننا،

بہترین عالمِ دین بننا،

ایک بہترین قائد بننا وغیرہ۔

ان سب کے ساتھ ساتھ اہلِ ایمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا ایک اہم مقصد اپنی تمام تر صلاحیتوں سے پوری انسانیت کو نفع پہنچانا بھی ہونا چاہیے۔ اور ان تمام بہترین مقاصد کا مقصد اعظم اللہ کی رضا ہونا چاہیے، یعنی ہمارے تمام مقاصد کا اصل حاصل اللہ کی رضا اور اسکی خوشنودی ہونا چاہیے۔

دراصل اس کتاب کا سب سے پہلا عنوان ہی 'مقصد درست کیجئے' ہونا چاہیے تھا؛ لیکن اِسے آخر میں لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب سے پہلے کرنے والے وہ سارے کام آجائیں، جن کو کرنے سے آپ کے لئے

اپنے مقصد کا انتخاب کرنا،

اس پر استقامت سے جمے رہنا،

اور اس میں کامیاب ہونا آسان ہو جائے۔

> عمل سے پہلے نیت اور عمل کے بعد احتساب اہلِ فکر کی علامت ہے۔

میرے عزیزو!

میں نے اپنی زندگی میں جو تجربات حاصل کئے اور اپنے اساتذہ واکابرین کی صحبت میں رہ کر جن قیمتی موتیوں کو جمع کیا، اُن میں سے نہایت ہی اہم کاموں کو اِس کتاب میں جمع کر دیا ہے؛ تاکہ وہ تمالوگ اور طلبہ:

جوایک بامقصد زندگی جینا چاہتے ہیں،

کم وقت میں بڑی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں،

دوسروں کے تجربے سے نفع اٹھانا چاہتے ہیں،

وہ اِس کتاب سے نفع حاصل کرسکیں۔

اللہ کی ذات سے امید ہے کہ جو بھی سچا طالب، اخلاص واستقامت کے ساتھ، اپنے بڑوں کی رہبری میں، اِن باتوں پر عمل کرے گا۔ کامیابی ضرور اس کے قدم چومے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

اس لئے ہمیشہ یاد رکھئے، سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے نہایت ہی اہم کام زندگی کو بامقصد بنانا ہے۔

> تدبیر کا انکار کرنے والوں کے لیے معجزے نہیں ہوتے۔

بارہواں باب

نیت درست کیجئے

حدیثِ پاک کا مفہوم ہے: تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔
ایک مشہور محاورہ بھی ہے 'جیسی نیت ویسی برکت۔'

اگرچہ دنیا نظر آئے:

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں صرف دنیاوی مقاصد ہی نہیں، آخرت میں کام آنے والے مقاصد بھی طے کرنے چاہیے؛ لیکن جیسے کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ایمان والے کے نزدیک دین و دنیا کی تقسیم مناسب نہیں ہے، اگرچہ ہم باتوں کو سمجھانے کے لیے عام مفہوم میں اِس انداز سے بات کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل دین کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔ ہر وہ عمل جو دین کے مطابق ہوگا وہ دین ہی ہوگا؛ اگرچہ دنیا کا کام نظر آئے۔

ہر عمل کو دین بنانے کے لیے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے پہلا اہم کام اپنی نیتوں کو درست کرنا ہے۔ ہماری نیتیں جتنی صحیح اور وسیع

بے نیتی بہت سے نیکیوں سے محروم کردیتی ہے۔

ہوں گی، ہمارے اعمال بھی اتنے ہی جاندار ہوں گے اور اتنی ہی زیادہ نیکیاں ہمارے لئے لکھی جائیں گی۔

ایک مثال جو بہت مشہور ہے، اُس سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تازہ ہوا تو یوں بھی ملتی:

ایک شخص نے گھر بنوایا، ایک بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا، اُس شخص نے اُن سے دعا کی گزارش کی، بزرگ نے خیر و برکت کی دعا دی پھر اس شخص سے پوچھا یہ کھڑکی کیوں بنوائی ہے؟ اس نے کہا، تازہ ہوا کے لئے۔ بزرگ نے کہا کاش تو یہ نیت کرتا کہ کھڑکی اس لئے بناتا ہوں کہ اذان کی آواز سن سکوں، جب تک کھڑکی رہتی تجھے ثواب ملتا رہتا، تازہ ہوا تو تجھے یوں بھی ملتی۔

اس واقعے سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ ہم جو بھی کام دنیا کا نفع حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں، اسی سے آخرت بھی بنتی ہے اور جنت بھی، صرف اتنا کرنا ہے کہ ان کاموں کو اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ کیا جائے ایسا کرنے سے دنیا کی نعمتوں میں برکت تو ہوتی ہی ہے، آخرت کے اعتبار سے بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔

> نیتوں کا صحیح اور وسیع کرنا، عمل کم نفع زیادہ ہے۔

پیسہ ہی پیسہ ہوگا:

بہت سے لوگ ڈاکٹر اس نیت سے بنتے ہیں کہ ڈاکٹر بہت پیسے کماتے ہیں، میں بھی خوب پیسہ کماؤں گا۔ ڈاکٹر بن کر صرف پیسہ کمانے کی نیت کرنا بہت بری بات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نیت کریں کہ ان شاء اللہ بہترین علاج کروں گا، جس سے لوگوں کو صحت ملے گی اور جب لوگوں کو صحت ملے گی تو وہ دل لگا کر اللہ کی عبادت کریں گے، خیر کے کام کریں گے۔

اب اِس نیت سے جتنے مریض شفا پائیں گے اور جتنی عبادت اور خیر کے کام کریں گے اُن تمام کاموں کا آپ کی اچھی اچھی نیتوں کی برکت سے آپ کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ رہا پیسا کمانا تو جب لوگوں کا بہترین علاج ہوگا، تو لوگ خود چاہیں گے کہ آپ ہی سے اپنا علاج کروائیں۔ دور دور تک آپ کی شہرت ہوگی اور پیسہ ہی پیسہ آپ کے قدموں میں پڑا ہوگا۔

نیکیاں ہی نیکیاں:

یہ تو ہوئی ایک نیت کی برکت، ربِّ کریم اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ اگر ایک ہی کام میں آپ نے دس اچھی اچھی نیتیں کی تو آپ کو تمام اچھی اچھی نیتوں کا الگ الگ ثواب ملے گا۔ مثلاً آپ ڈاکٹر ہیں اور مریضوں کا علاج

اخلاص کی پہلی کسوٹی نیت ہے۔

آپ کا روز مرہ کا عمل ہے، لیکن اس عمل میں آپ جتنی اچھی اچھی نیتیں کریں گے، اُتنی ہی نیکیاں آپ کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی، مثلاً اگر آپ یہ نیت کرتے ہیں کہ:

لوگوں کے کام آؤں گا، ان کی خدمت کروں گا، غریبوں سے کم فیس لوں گا، ضرورت مندوں کا مفت علاج کروں گا، اسپتال میں اچھے انتظامات کروں گا، بیڈ وغیرہ اچھے لگاؤں گا، مریضوں کو راحت پہنچاؤں گا، ایک مثالی مسلمان ڈاکٹر کا کردار ادا کروں گا، تو اس نیت کی بدولت بے شمار نیکیاں آپ کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

اسی طرح آپ کسی بھی پروفیشن میں ہوں، نوکری کرتے ہوں، تجارت کرتے ہوں، اُن سب میں اچھی اچھی نیتیں کر کے، دنیوی زندگی میں برکتوں کے ساتھ ساتھ آخرت کی نیکیاں بھی کما سکتے ہیں۔ ربِّ کریم جتنی چاہے نیکیاں عطا کرے، اسے کون پوچھ سکتا ہے۔ اچھی اچھی نیتیں کرنے سے دنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی۔

میرے عزیزو! آپ جو بھی کام کریں، ان میں اچھے اچھے مقاصد کے ساتھ اچھی اچھی نیتیں بھی ضرور کر لیا کریں۔ ان شاءاللہ ایسا کرنے سے آپ کو

تعارف سے لوگوں کو جانا اور اخلاق سے پہچانا جاتا ہے۔

دونوں جہاں کی برکتیں ملیں گی۔

اس لئے سب سے پہلے کرنے والے کاموں میں سے ایک اہم کام، ہر کام کو کرنے سے پہلے اچھی نیتیں کرنا بھی ہے۔

جو بے حیثیت ہوتے ہیں، انکی آہ بڑی حیثیت رکھتی ہے۔

تیرہواں باب

عمل درست کیجئے

الحمداللہ سب سے پہلے کرنے والے 12 اہم کاموں کا تذکرہ ہو چکا۔ امید ہے کہ ان سے آپ کو ضرور نفع ہوگا۔ اِن اسباق سے آپ اُسی وقت نفع اُٹھا پائیں گے، جب آپ عملی طور پر انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا کا بہترین سے بہترین منصوبہ (Plan) کامیاب نہیں ہو سکتا؛ جب تک کہ اس منصوبہ کو عملی شکل (Practical Execute) نہ دی جائے۔

مقصد کب حاصل ہوگا؟

بلڈنگ کا بہترین نقشہ بنانے سے بلڈنگ تعمیر نہیں ہو جاتی؛ جب تک کہ آپ عملی طور پر وہ سارے کام نہ کرلیں، جن سے ایک بہترین عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ ٹھیک اِسی طرح بہترین کتاب پڑھنے سے آپ ایک بہترین کامیاب شخص نہیں بن جاتے، جب تک کہ آپ اس بہترین کتاب کے وہ اسباق جن کی وجہ سے وہ کتاب بہترین کہلاتی ہے، اُنہیں اپنی عملی زندگی میں لاگو نہیں کرتے، اُن

> صبح جلدی اٹھنے والے کو رزق، دیر سے اٹھنے والے کو مشقت اور دیر تک سوتے رہنے والوں کو مایوسی ملتی ہے۔

اسباق کی عملی مشق نہیں کرتے۔

آپ کو مستقل مزاجی اور استقامت (patience & consistency) کے ساتھ اُن اسباق پر عمل کرنا ہوگا تب جا کر وہ مقصد حاصل ہوگا، جس کے تحت یہ کتاب لکھی گئی ہے اور جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے کتاب کو پڑھا۔

دودھ والا نہیں آیا تھا:

اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں، اس کی ایک اہم وجہ ہے کام کو ٹالتے رہنا(Procrastination) ہے۔

لوگوں کے پاس کسی کام کو نہ کرنے کے عجیب وغریب بہانے ہوتے ہیں، اتنے عجیب کے آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک اہم میٹنگ میں ایک صاحب کا موجود رہنا بہت ضروری تھا؛ لیکن وہ غیر حاضر تھے۔ان سے جب غیر حاضری کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: آج دودھ والا نہیں آیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں چائے نہیں پی سکا، اور چائے پیئے بغیر میں گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ آپ کو ہنسی آرہی ہوگی؛ لیکن یہ حقیقت ہے۔

procrastination کرنے والوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ

> اپنی نسلوں کو نرم بستروں پر بٹھا کر نہیں، عملی میدان میں کھڑا کر کے صبر کی تلقین کیجئے۔

آج آپ چہل قدمی (walk) کے لئے نہیں آئے تھے تو جواب ملتا ہے کہ:

موزے نہیں تھے،

آج موڈ نہیں ہے،

گارڈن بہت چھوٹا ہے،

میرا دوست باہر گیا ہے اُسی کے ساتھ چہل قدمی (walk) کے لیے آتا ہوں وغیرہ،

یہ سب ٹال مٹول (Procrastination) کے بہانے ہیں۔

Procrastination کا علاج:

ہر کام کا ایک وقت طے ہونا چاہیے، اور اُس کام کو اُسی طے شدہ وقت پر کرنا چاہیے، شروع شروع میں نفس ایسا کرنے پر تیار نہیں ہوتا، لیکن جب استقامت کے ساتھ مسلسل وقت کی پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے تو نفس آپ کے تابع ہو جاتا ہے، یہی اسکا جامع علاج ہے۔

استقامت کو سلام:

ہم ہر کام اور ہر شعبے میں تاریخ کے صفحات کو پلٹیں، ہمارے اسلاف

> عظیم لوگ حالات سے شکوہ نہیں، راستے پیدا کرتے ہیں۔

نے سخت سے سخت حالات میں بھی اپنے مقاصد کو ضائع نہ ہونے دیا، انہیں حاصل کرنے کی مستقل کوشش و محنت میں لگے رہیں۔ ایک مشہور عالِم دین کو، جنہوں نے وقت کے حاکم کی بات نہ مانی، سزا کے طور پر اُنہیں ایک سُوکھے کنویں میں قید کر دیا گیا۔ ان کے ہزاروں شاگرد تھے۔ سب پریشان تھے کہ اب درس کا کیا ہوگا! سلام ہے اُن کی جرأت و استقامت پر، انہوں نے طلبہ سے کہا کہ کنویں کے ارد گرد جمع ہو جائیں، کنویں کے اندر سے ہی درس ہوگا۔ ہمارے اسلاف کی استقامت و کوششوں کے ایسے کئی واقعات ہیں جو یہاں نقل کیے جا سکتے ہیں؛ لیکن سبق حاصل کرنے والوں کے لئے ایک واقعہ بھی کافی ہے ۔ پَر بات یہ ہے کہ:

''تو ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں''

Mr.Perfection:

دوسرا ایک اہم مسئلہ جو ہمارے مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ بنتا ہے، وہ ہے 'شروع میں ہی پرفیکشن کی چاہت'۔

بہت سے لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جب تک ساری چیزیں کامل طور پر (Perfectaly) سیٹ نہیں ہو جاتی وہ کام شروع نہیں کرتے۔

> کتابوں میں مقید علم، مشاہدہ کرنے پر پرواز کرنے لگتا ہے۔

ہمارے کچھ دوست ہیں جو یوٹیوبرس (You Tubers) ہیں۔ان میں سے ایک ایسے ہیں جن پر ویڈیو بنانے کا جنون سوار ہے۔اگرچہ ان کے موضوعات(T o p i c) ان کا اندازِ بیان، ان کی پیشکش (P resentation) اِتنا اچھا نہیں ہے۔لیکن وہ تسلسل و پابندی(Regular base) کے ساتھ اپنی ویڈیوز اپلوڈ کرتے رہتے ہیں۔ان کی اس عملی مستقل مزاجی سے آج ان کے ہزاروں سبسکرائبرز (Subscribers) ہیں۔جبکہ دوسری جانب ہمارے ایک دوست ہیں، جن میں بلا کی صلاحیت ہے، اندازِ بیان، پیشکش (Presentation) سب غضب کا ہے۔عنوان (Topics) بھی بہترین ہوتے ہیں؛ لیکن بس پرفیکشن (Perfection) کا مسئلہ ہے۔جب تک وہ ہر چیز سے مطمئن نہیں ہوجاتے ویڈیوز نہیں بناتے۔بڑی مشکل سے مہینے دو مہینے میں ایک آدھ ویڈیو اپلوڈ کرتے ہیں۔نتیجۃً ان کے سبسکرائبرز (Subscribers) کی تعداد بہت کم ہے۔

چھوٹے چھوٹے عملی قدم:

یہاں اہم سبق یہ ہے کہ مسلسل کوشش اور کام کرتے رہنا چاہئے، بھلے

> اس دور کا بڑا فتنہ علم بغیر معلم ہے۔

ہی وہ بہت دھیمی رفتار سے ہی کیوں نہ ہو۔ ایک ایک سیڑھی چڑھتے چڑھتے ایک دن آپ اپنی منزل پر ضرور پہنچ جائیں گے اور اگر آپ ندی کے کنارے کھڑے ہو کر صرف پلان اور تمنا کرتے رہیں کہ جانا تو ہے؛ لیکن جہاز ایسا ہو، اتنے مسافر ہوں، فلاں دن، فلاں تاریخ ہو تو۔۔۔ آپ وہیں کے وہیں کھڑے رہ جائیں گے۔

اس لیے ہر اعتبار سے اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کرنا چاہئے، چاہے بہت چھوٹے چھوٹے عملی قدم (Steps) ہی کیوں نہ ہو۔

آپس میں گہرا ربط:

عمل کے اعتبار سے ایک بات اور ذہن نشین کر لیجئے کہ اِس کتاب میں بیان کئے گئے تیرہ کاموں کا آپس میں گہرا ربط ہے، یہ سب ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ یعنی اگر اِن میں سے ایک بھی کام نہ کیا جائے تو دوسرے سارے کاموں پر اس کا گہرا اثر پڑے گا، مکمل نفع اٹھانے کے لئے ان تمام کاموں کو کرنا ضروری ہے، اس لئے تمام باتوں کو اہمیت دیتے ہوئے سب پر عملی مشق کرنے کی کوشش کیجئے۔ امید ہے کہ آپ اِن اسباق سے ضرور نفع

> شور اور شعور میں علم کے عین کا فرق ہے۔

اُٹھائیں گے۔

دعا ہے کہ ربِّ کریم اپنی مہربانی سے اِس کوشش کو قبول فرمائے، ہمارے اور پوری امت کے لئے صدقۂ جاریہ اور نفع بخش بنائے۔ اِس میں جو کمی کوتاہی ہوگئی ہو، اسے معاف فرما کر محبوبیت ومقبولیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

جو کچھ نہیں کرتے وہ تنقید کرتے ہیں۔

تعلق کی ابتداء

اِس کتاب کا آخری صفحہ ہمارے تعلق کی اصل ابتدا ہے۔ ہمارا سفر یہاں مکمل نہیں ؛ بلکہ شروع ہوتا ہے۔اس لیے اِس کتاب کو حرفِ آخر نہ سمجھا جائے۔ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں۔۔۔

یہ شروعات ہے...

سفر جاری ہے...

یہ کتاب ہمارے تعلق کی ابتدا ہے...

ہمیں رابطے میں رہنا ہے...

رابطے بڑھانا ہے...

رابطوں کو مزید مضبوط کرنا ہے...

اِن شاء اللہ ہم سب ساتھ مل کر اِس سفر کو طے کریں گے...

چھوٹی ہے عمر میری، لمبا سفر ہے میرا
مرے کارواں میں آؤ، مرا حوصلہ بڑھاؤ

خودساختہ مجاہدات کبر کے مخفی دروازے ہیں۔

اِس کتاب میں ہم نے جتنے اسباق لکھے ہیں، ایک سچے طالب علم کے لئے ان میں ایسی بہت سی باتیں ایسی ہوں گی، جنہیں وہ مزید سمجھنا یا ڈسکس کرنا چاہتا ہوگا، ذہن میں کچھ سوال اٹھیں گے، جن کا وہ جواب چاہتا ہوگا، کچھ رہنمائی، کچھ رہبری چاہتا ہوگا۔ یقیناً یہ ایک فکرمند انسان کی پہچان ہے کہ

'جتنا پیتا جائے، پیاس بڑھتی جائے'

ہم بھی ایسے باشعور، فکرمند دوستوں کی قدر کرتے ہیں، جو اپنی زندگی کو بامقصد گزارنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ان شاء اللہ اِس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لئے، الگ الگ فورم پر ڈسکس کریں گے، اِس کی آڈیو- ویڈیو پیش کریں گے، اِس کتاب کو پڑھنے کے بعد پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات ریکارڈ کریں گے۔

اِس لئے آپ سے درخواست ہے کہ ہمارے تمام سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو ضرور سبسکرائب کرلیں؛ تاکہ اِس کتاب کے تعلق سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات اور ہمارے تمام مستقبل کے پروگرامز کی اپڈیٹ آپ کو ملتی رہے۔

قرآن کریم کی آیتیں تھپکیاں دے کر سلانے کے لئے نہیں، میدان عمل کا شہسوار بنانے کے لیے نازل ہوئی تھیں۔

ایک اہم درخواست یہ ہے کہ کتاب کے مطالعے کے دوران آپ کے ذہن میں بھی بہت سے قیمتی مشورے آئیں گے، جس سے اِس کتاب کو مزید مفید بنایا جاسکے۔ آپ سے درخواست ہے کہ نیچے دیے گئے کسی بھی سوشل پلیٹ فارم کے ذریعے آپ اپنے قیمتی مشورے ہمیں ضرور دیجئے؛ تا کہ کتاب کو مزید مفید بنایا جاسکے۔

یادداشت

یادداشت

اِس کتاب میں

- **یہ کتاب** نوجوان نسل کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اِس کتاب کا مقصد نوجوانوں کو زندگی میں کرنے والے ان سب سے اہم کاموں کی طرف متوجہ کرنا ہے، جن کے کرنے سے زندگی کی صحیح سمجھ حاصل ہو جائے، اور وہ اپنے اصل مقصدِ حیات سے واقف ہو سکیں۔

- **یہ کتاب** بچوں کی تربیت کے لیے، فکر مند والدین اور اساتذہ کے لیے ایک بنیادی روڈ میپ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب سے انہیں اُن بنیادی اوصاف سے واقفیت حاصل ہو گی جن کا بچوں کی تربیت کے شروعاتی دور میں شامل کرنا نہایت ضروری ہے۔

- **یہ کتاب** ہر اُس شخص کے لیے بھی مفید ہے جو اپنی زندگی بے ترتیبی سے جی رہے ہیں۔ جنھیں زندگی کے اتار چڑھاؤ نے الجھا رکھا ہے اور اُنھیں یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کہاں غلطی کر رہے ہیں، وہ اپنی غلطیوں کو کیسے درست کر سکتے ہیں اور کیسے دوبارہ ایک نئی زندگی کی شروعات کر سکتے ہیں۔

- **اِس کتاب** کا مقصد صرف کتابوں کی فہرست میں ایک اور نام کا اضافہ کرنا نہیں ہے؛ بلکہ نئی نسل، اہلِ فِکر، اہلِ طلب حضرات جنھیں حقیقی معنوں میں اپنی اور اپنوں کی فکر ہے، انھیں وہ راہ دکھانا ہے جس کے ذریعے وہ آسانی سے اپنے اصل مقصد کو سمجھ سکیں اور اُسے بحسن وخوبی عافیت سے حاصل کر سکیں۔